

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

امام صدق و صفائے عظیم جہاد و عزیمت

مولانا مفتی محمود

رفتم و از رفتم یک عالمے تاریک شد من مگر شمع چوں رفتم بزم برہم ساختم

وادیلہ - دامصیتاہ - حیف صدحیف - ہر ذی الحجہ کو چودھویں صدی کا ٹمٹاتا ہوا چراغ آخر شب اپنے ساتھ علم و عمل اور جہاد و سیاست کا ایک ایسا تابندہ و درخشندہ ستارہ بھی لیکر رخصت ہوا جو ایک عرصہ سے ہر نازک بحرانی اور ظلماتی لمحات میں ہدایت و رہنمائی کا پیغام اور مینارِ رشد و ہدایت بن جاتا تھا۔ ظلم و عدوان سے برسرِ پیکار قوتوں کے لئے اس کا وجود مرکزِ ثقل اور اسلام و شریعت کی بالادستی سے سرشار طاقتوں کے لئے اس کی ذات سنگِ میل رہتی جو علمی و دینی قومی و ملی کاموں کیلئے ایک قطبِ الرحی بن گئے تھے اور جو پاکستان کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں ملکی اتحاد و یکجہتی کی علامت اور یکتا و منفرد قدرِ مشترک بن چکے تھے اور جس نے اپنے وجود اور دلائل و شہادت کی شخصیت کی شکل میں دین و سیاست کا ایک ایسا حسین امتزاج پیش کیا جس نے عملاً دین و سیاست کی دوئی کو مٹا کر رکھ دیا۔ اور جس نے اپنی متنوع اور جامع شخصیت کی صورت میں یہ ثابت کر دکھایا کہ قدیم علوم و فنون اور اسلامی مدارس کا ایک فارغ التحصیل مولوی عصرِ حاضر کے نہایت عیارانہ اور شاہانہ طرآنہ جمہوری ماحولِ مغرب کی میکیا دلی سیاست کی فضا میں کس ہوشمندی تدبیر و بصیرت، وقار و مقامات اور دیانت و امانت کے اصولوں اور مومنانہ صفات کو سینہ سے لگائے ہوئے بھی قائدانہ اہلیت و صلاحیت کے ساتھ ماحول پر غالب آسکتے ہیں۔

علماءِ جہنمیں معاشرہ کا عنصرِ معطل ملائے مسجد و مکتب اور دورِ رکعت کا امام سمجھا اور بنایا گیا تھا۔ اور آج اسے ملکی سیاست اور قومی معاملات کا ایک اہم ترین عنصر سمجھا جا رہا ہے۔ اور کوئی چاہے یا نہ چاہے علماءِ کرام کی اہلیت اور صلاحیت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس کا دائرہ عمل مسجد و خانقاہ سے پھیل کر ایوانِ حکومت اسمبلی اور ہر سیاسی قومی پلیٹ فارم تک وسیع ہو گیا ہے۔ تو اس انقلابِ احوال میں حضرت مفتی محمود صاحب قدس سرہ العزیز کے طویل اور صبرِ آزما ہمہ پہلو جہاد اور جدوجہد اور روشن و تابناک کردار کا بھی بنیادی دخل ہے۔ اس مخلصانہ اور بے لوث جدوجہد نے مروجہ سیاست کے اطوار و انداز بدل دئے اور ایک نئی نیو رکھ دی۔

حضرت مفتی صاحب کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی بے بہا اور بے حد و حساب صلاحیتیں جمع فرمادی ہیں کہ

جس نے واقعی انہیں اس عہد کی تاریخ ساز شخصیت بنا کر رکھ دیا تھا جنہیں دیکھ کر کسی نے سچ کہا ہے کہ آپ کی وفات حقیقت میں صدی کی موت ہے۔

وسیع النظر عالم فقیہ النفس مفتی روشن دماغ اور روشن ضمیر رہنما ہمت و استقامت کے کوہ گراں جرات و شجاعت کا سد آہنی کسی موقف پر ڈٹ جاتے اور پر پائے تو کیا اپنوں نے بھی کبھی ہزار اختلاف رائے ظاہر کیا مگر آپ کی سختی اور استقامت کو ذرا بھر جنبش نہ ہوتی اور وہ گہرے پیش سے متاثر ہوئے بغیر اپنا سفر جاری رکھتے۔ اس کے ساتھ وسعت ظرف اور وسیع الشربہ اور نرمی مزاج معاملہ فہمی اور عاقبت اندیشی ایسی کہ مختلف خیال اور مختلف متضاد مکاتب فکر کو ساتھ لیکر چلتے اور منزل مقصود تک پہنچ کر دم لیتے وہ برصغیر کی سب سے بڑی زوردار اور ہمہ گیر تحریک نفاذ اسلام کے ہیرو اور قافلہ سالار تھے۔ اس وقت کروڑوں انانوں نے علماء سیاستدانوں نے انکی قیادت و زعامت پر اعتماد کیا وہ بلندی نگاہ، دینوازی گفتار اور جان پر سوز کا متاع سفر لیکر میر کاروان کی صفات پر پورے اترے وہ چودھویں صدی کے اس قافلہ صدق و صفا اور کاروان جہاد و عزیمت کے آخری جرنیل تھے جسے شاہ ولی اللہؒ، اور سید احمد شہیدؒ نے ترتیب دیا اور جس کو حافظ ضامن شہید، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مضبوط اور مستحکم کیا۔ اور جس کے سالاروں میں حضرت شیخ الہندؒ اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ شامل تھے۔ اس جماعت حقہ کے شخصیات کو برقرار رکھنے اور اس قافلہ تسلیم و رضا کے جہاد و عزیمت علم و عمل، استقامت و ایثار اخلاص و قربانی کی امانتیں حضرت مفتی صاحب نے چودھویں صدی کے اختتام پر پندرہویں صدی کی دہلیز تک پہنچا دیں۔ تاکہ نئی صدی میں اپنے قابل فخر اسلاف کے مشن پر چلنے والوں کیلئے یہ چیزیں متاع عمل اور سرمایہ نجات بنی رہیں۔ انکی ہمہ گیر اور جامع شخصیت نئی صدی میں دعوت عمل کا کام دیتی رہے گی۔ اس ہمہ گیر محبوب و دلآویز شخصیت جس کی صحبتوں اور محبتوں خلوت و جلوت اور سفر و حضر کی رفاقتوں اور کفش برداریوں کا اس غمزدہ کو ایک طویل موقع اللہ تعالیٰ نے دیا اور کبھی کبھی شفقت و محبت کی وجہ سے طے کر مہائے تود مارا کر دگستاخ۔ کا مصداق بھی بن جاتا تھا۔ اس کا یکایک دنیا سے اٹھ جانا، اللہ اکبر۔ وقعت الواقعة۔ قیامت صغریٰ سے کسی طرح کم نہیں۔ ایسے میں قلم و قرطاس اور ذہن و دماغ ماؤف و مغلوب ہو کر بیان جذبات اور اظہار احساسات سے اعتراف عاجز کر دیں تو کیا تعجب ہو۔ آج ڈیڑھ ماہ اس سانحہ ہائلہ کو گزرا ہے۔ مگر قلم نے اپنے آپ کو اتنا عاجز و درماندہ کبھی نہ سمجھا تھا اور یہی عجز و تعطل پرچہ کی تاخیر کا بھی سبب بن رہا ہے۔ وہ جو محبت اور عظمت کے چراغ گل کر کے رخصت ہوئے تو خدام و عشاق نے بھی کچھ عرصہ کیلئے محفل زلیست کی شمعیں بجھا دیں تو انہیں سزاوار ملامت نہ سمجھا جائے۔

من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ فمخهم من قضی نجباء ومنهم من ينظر